روزنامہ

1913ء سے جاری شدہ

FR-10

الفضل

The ALFAZL Daily

ٹیلی فون نمبر 047-6213029

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

جمعرات 26 ستمبر 2013ء 19 ذیقعد 1434 ہجری 26 تبوک 1392 ہش جلد 63-98 نمبر 220

یتیم اور سوالی

پس جہاں تک یتیم کا تعلق ہے تو اس پر سختی نہ کر۔

اور جہاں تک سوالی کا تعلق ہے تو اسے مت جھڑک۔

(الضحیٰ:11,10)

اخلاق عالیہ صحابہ کرام حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابوبکرؓ خلیفہ اول بیت المال میں کچھ جمع رکھنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کی راہ میں کھلے دل سے خرچ کرتے رہتے تھے۔ ایک دفعہ سردی کے موسم میں کچھ ریشمی چادریں دیہات سے آئیں جو آپؐ نے خرید کر مدینہ کی تمام بیواؤں میں تقسیم فرما دیں۔ آپؓ کی وفات کے بعد بیت المال میں کوئی دینار یا درہم باقی نہ تھا۔ جھاڑو دینے پر بھی صرف ایک درہم نکلا۔ خزانچی کو بلا کر پوچھا گیا تو اس نے کہا دو لاکھ دینار کے قریب مال تھا جو حضرت ابوبکرؓ کے پاس بیت المال میں آیا اور وہ سب ضرورت مندوں، یتامیٰ، مساکین، بیوگان اور غلاموں وغیرہ میں تقسیم کر دیا گیا۔

(ابن سعد جلد 3 ص213)

حضرت عمرؓ خلیفہ ثانی میں بھی ضرورت مندوں کی خدمت کا یہی جذبہ موجزن تھا۔

حضرت سعدؓ بن خولی ایک غلام تھے۔ جو احد میں شہید ہوگئے، ان کا بیٹا عبداللہ یتیم رہ گیا۔ حضرت عمرؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں ان کا وظیفہ انصار کے برابر مقرر فرمایا تھا۔ (اصابہ)

حضرت اسلم بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عمرؓ کے ساتھ بازار گیا۔ وہاں ایک عورت ان سے ملی اور عرض کیا اے امیر المومنین! میرا خاوند فوت ہوگیا اور بچے چھوٹے ہیں۔ جن کا فاقہ سے برا حال ہے۔ نہ ہماری کوئی کھیتی ہے نہ جانور اور مجھے ڈر ہے کہ یہ یتیم بچے بھوک سے ہلاک نہ ہو جائیں اور میں ایماء غفاری کی بیٹی خفاف ہوں، میرا باپ حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شامل تھا۔ حضرت عمرؓ یہ سن کر اس بی بی کے احترام میں وہیں رُک گئے فرمایا ”اتنے قریبی تعلق کا حوالہ دینے پر میں تمہیں خوش آمدید کہتا ہوں“۔ پھر گھر میں بندھے ایک مضبوط اونٹ پر دو بورے غلے کے بھرے لدوائے۔ ان کے درمیان دیگر اخراجات کے لئے رقم اور کپڑے رکھوائے اور اونٹ کی مہار اس خاتون کو تھما کر فرمایا ”یہ تو لے جاؤ اور انشاء اللہ اس کے ختم ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ آپ کے لئے اور بہتر سامان پیدا فرما دے گا“۔ (بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الحدیبیہ)

آپؓ نے اپنی شہادت سے چند روز قبل اپنے بعض اصحاب کے سامنے اس عزم کا اظہار کیا تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے مہلت دی اور زندگی نے وفا کی تو میں عراق کی بیواؤں کے لئے ایسے انتظام کروں گا جس کے بعد ان کو کوئی احتیاج باقی نہیں رہے گی۔ (بخاری کتاب المناقب باب مناقب عمر)

حضرت رسول کریم ﷺ کے دیگر صحابہ بھی یتامیٰ اور بیوگان کی خدمت میں سرگرم رہتے تھے۔ نبی کریم ﷺ کو اپنے صحابہؓ کے مراتب ایک کشفی نظارہ میں دکھائے گئے۔ جن کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے فرمایا۔ ”آپ سخت پسینہ کی حالت میں آئے تو میں نے آپ سے پوچھا کہ میرے پاس آنے میں اتنی تاخیر کیوں ہوئی کہ مجھے آپ کی ہلاکت کا اندیشہ ہوا۔ آپ نے عالم کشف میں جواب دیا اے اللہ کے رسولؐ میرے مال کی کثرت۔ بس میں اسی بات میں وقف رہا کہ میں نے اپنا مال کہاں سے کمایا اور کہاں وقف کیا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ رسول اللہ سے اپنے بارہ میں یہ نظارہ سن کر رو پڑے اور کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ یہ اناج سے لدی سو سواریاں آج رات ہی مصر کی تجارت سے آئی ہیں۔ میں آپ کو گواہ ٹھہراتا ہوں کہ یہ سب مدینہ کی بیوہ عورتوں اور یتیم بچوں کے لئے صدقہ کرتا ہوں۔ شاید اس طرح اللہ تعالیٰ اس دن میرا کچھ بوجھ ہلکا کر دے۔

(تاریخ دمشق ابن عساکر جلد 35 ص266)

رسول اللہ ﷺ نے اپنے زمانہ کے یتیموں سے ہی حسن سلوک کرنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ قیامت تک آنے والے یتیموں اور کمزوروں کے حقوق اس اعلان کے ذریعہ محفوظ کر دیئے کہ جس کا کوئی نہیں اس کا میں ہوں گا۔ چنانچہ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ ”جو کوئی مومن فوت ہو جائے اور ترکہ میں کوئی مال چھوڑے تو اس کے قریبی رشتہ دار اس کے وارث ہوں گے اور جو اس حال میں مر جائے کہ اس پر قرض ہو اور کمزور اولاد یا ضائع ہونے والے یتیم بچے چھوڑ جائے تو وہ میرے پاس آئیں میں ان کا والی ہوں گا“۔

(بخاری کتاب فی الاستقراض باب الصلوٰۃ علی من ترک دینا)

مشرق بعید کے دورہ میں

حضور انور کے خطبہ جمعہ اور خطابات کا پروگرام

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خدا تعالیٰ کے فضل سے مشرق بعید کے دورہ پر تشریف لے گئے ہیں۔ اس دوران حضور انور جو خطبات جمعہ اور خطابات ارشاد فرمائیں گے ان کا شیڈیول پاکستانی وقت کے مطابق درج ذیل ہوگا۔ احباب جماعت حضور انور کے پروگرامز خود بھی سنیں اور دوسروں کو بھی استفادے کی تلقین فرمائیں۔

☆ خطبہ جمعہ، 27 ستمبر،
10 بجے صبح تا 12 بجے دوپہر

☆ خطبہ جمعہ، 4/اکتوبر
7:45 تا 10 بجے صبح

☆ لجنہ سے خطاب، جلسہ سالانہ آسٹریلیا
5/اکتوبر، 6:30 تا 9 بجے صبح

☆ اختتامی خطاب، جلسہ سالانہ آسٹریلیا
6/اکتوبر، 6:30 تا 9 بجے صبح

☆ خطبہ جمعہ، 11/اکتوبر، 8 تا 10 بجے صبح

☆ خطبہ جمعہ، 18/اکتوبر 8 تا 10 بجے صبح

☆ خطبہ جمعہ 25/اکتوبر 8 تا 10 بجے صبح

☆ خطبہ جمعہ یکم نومبر 5:45 تا 8 بجے صبح

☆ خطبہ جمعہ 8 نومبر، 9 تا 11 بجے صبح

مرسلہ: نظارت اصلاح و ارشاد مرکزیہ

خطبات امام وقت سوال و جواب کی شکل میں

بسلسلہ تعمیل فیصلہ جات مجلس شوریٰ 2013ء

ان جوابات کے سوالات مورخہ 12 ستمبر کے روزنامہ الفضل میں شائع ہو چکے ہیں

سوال و جواب خطبہ جمعہ

16/اگست 2013ء

س: تربیت کے لحاظ سے ذیلی تنظیموں کی کیا ذمہ داری ہے؟

ج: فرمایا! خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ کی تنظیموں کو بھی اپنے پروگرام بنا کر اس پر کام کرنے کی زیادہ ضرورت ہے۔ اسی طرح جماعتی نظام بھی ایسے لوگوں کو دھتکارنے کی بجائے یا یہ کہنے کی بجائے کہ ان کی اصلاح نہیں ہو سکتی انہیں قریب لانے کی کوشش کرے۔

س: حضرت مسیح موعود کی بعثت کی غرض کیا ہے اور جماعت احمدیہ کے قیام کا مقصد کیا ہے؟

ج: حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ مجھے بھیجا گیا ہے تا کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کھوئی ہوئی عظمت کو پھر قائم کروں اور قرآن کریم کی سچائیوں کو دنیا کو دکھاؤں۔

س: اعتراضات کے جوابات دینے کے لئے کیا ضروری ہے؟

ج: ہر احمدی کو چاہئے کہ آپ کی کتب کو پڑھے۔ اپنے عقیدہ کو مضبوط اور پختہ کرنے کی ہر ایک کو ضرورت ہے۔ اعتراض کرنے والوں کے اعتراضوں کے جواب دیں۔ خود تیاری کریں گے تو خود علم بھی حاصل ہوگا......۔

س: افراد جماعت کا خلافت کے ساتھ تعلق مضبوط کرنے کے لئے کیا ضروری ہے؟

ج: آج اللہ تعالیٰ نے ہمیں MTA کا بھی ایک ذریعہ دیا ہوا ہے۔ اسی طرح ویب سائٹ ہے۔ پس ان سے بھی جوڑنے کی کوشش کی ضرورت ہے۔

س: جماعت سے کمزور تعلق رکھنے کی کیا وجہ سامنے آتی ہے؟

ج: لوگوں نے خلاف تعلیم سلسلہ بعض حرکتیں کیں جس کی وجہ سے مجبوراً ان پر بعض پابندیاں عائد کی گئیں۔ جب تحقیق کی مزید تو پتہ چلا ان میں سے اکثریت ایسی ہے جو خطبات نہیں سنتے یا جن کا جماعت میں actively آنا جانا نہیں ہے۔

س: افراد جماعت کی خلافت سے وابستگی کے لئے شعبہ تربیت کو کیا کرنا چاہئے؟

ج: فرمایا! اگر تربیت کا شعبہ مستقل خلیفہ وقت سے رابطہ کی تلقین کرتا ہے اور خطبات اور جلسوں اور سارے پروگراموں کو دیکھنے کی طرف توجہ دلاتے ہیں تو جہاں خلافت سے تعلق مزید مضبوط ہوگا وہاں تربیت کے بھی بہت سارے مسائل حل ہو جائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

س: افراد جماعت پر چندوں کی اہمیت واضح کرتے ہوئے کیا ارشاد فرمایا؟

ج: لوگوں کو بتایا کریں کہ چندہ کوئی ٹیکس نہیں ہے بلکہ ان فرائض میں داخل ہے جن کی ادائیگی کا اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں متعدد جگہ حکم فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ وہ ہستی ہے جو بندے کو اس کی قربانی کے بدلہ میں کئی گنا بڑھا کر لوٹاتی ہے اور ایسے متعدد واقعات لوگ مجھے لکھتے ہیں کہ ہم نے خدا تعالیٰ کی راہ میں چندہ دیا اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں کئی گنا بڑھا کر لوٹا دیا۔

س: اللہ تعالیٰ کے فی سبیل اللہ خرچ کرنے کے حکم کی غرض کیا ہے؟

ج: ہمیں پاک کرنے کے لئے اور ہمارے اطاعت کے معیار دیکھنے کے لئے، ہمیں تقویٰ کی راہوں کی تلاش کرتا دیکھنے کے لئے، ہمارے مال کی قربانی کے دعویٰ کے معیار کو دیکھنے کے لئے کہ اس کی راہ میں خرچ کرو۔

س: ہم چندہ کیوں دیتے ہیں؟

ج: چندہ دینے والے یہ سوچیں کہ خدا تعالیٰ کا ان پر احسان ہے کہ ان کو چندہ دینے کی توفیق دے رہا ہے نہ کہ کسی شخص کا اللہ تعالیٰ پر یا اللہ تعالیٰ کی جماعت پر یہ احسان ہے کہ وہ اسے چندہ دے رہے ہیں۔

س: نومبائعین اور بچوں کو مالی قربانی کے نظام میں شامل کرنا کیوں ضروری ہے؟

ج: تا کہ انہیں عادت پڑے اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹنے والے ہوں۔

س: چندوں کی اہمیت کے بارہ میں حضور انور نے حضرت مسیح موعود کا کون سا اقتباس پیش کیا؟

ج: حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں ''دنیا میں انسان مال سے بہت زیادہ محبت کرتا ہے۔ اسی واسطے علم تعبیر الرؤیا میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص دیکھے کہ اس نے جگر نکال کر کسی کو دیا ہے تو اس سے مراد مال ہے۔ مخلوق خدا کی ہمدردی ایک ایسی شے ہے جو ایمان کا دوسرا جزو ہے جس کے بدوں ایمان کامل اور راسخ نہیں ہوتا۔ جب تک انسان ایثار نہ کرے۔

س: مالی قربانی کے حوالہ سے ذیلی تنظیموں اور سیکرٹریان مال کی کیا ذمہ داری بیان فرمائی؟

ج: سیکرٹریان مال کا کام ہے کہ اپنی ذمہ داری نبھائیں اور ہر فرد تک ان کی ذاتی اپروچ ہو۔ یہ نہیں کہ ذیلی تنظیموں کے سپرد کر دیا جائے۔ ذیلی تنظیمیں اس کی مدد کریں۔ بعض سیکرٹریان مال کی شکایات بھی یہاں مجھے پہنچی ہیں کہ ان کے اپنے چندے معیاری نہیں ہیں۔ اگر اپنے چندے معیاری نہیں ہوں گے تو دوسرے کو کیا تلقین کر سکتے ہیں۔

س: حضور انور نے حضرت مسیح موعود سے اللہ تعالیٰ کے کس وعدہ کا ذکر فرمایا؟

ج: فرمایا! یہ حضرت مسیح موعود سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ کبھی مالی تنگی نہیں آئے گی اور کام چلتے رہیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

س: جماعتی اموال کے خرچ کے حوالہ سے کیا بیان فرمایا؟

ج: فرمایا! آپ کو فکر تھی تو اس بات کی کہ مال کا خرچ جو ہے وہ صحیح رنگ میں ہوتا ہے کہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ کوشش کی جاتی ہے کہ خرچ حتی الوسع صحیح طریقہ پر ہو۔

س: MTA پر خرچ کے حوالہ سے کیا بیان فرمایا؟

ج: اب اخراجات اتنے زیادہ ہو چکے ہیں کہ ساری دنیا میں MTA کے لئے ہمارے چار پانچ سیٹلائٹ کام کر رہے ہیں۔ صرف اتنی رقم سے تو MTA کے خرچ نہیں چل سکتے باقی جو مجموعی بجٹ جماعت کا ہے اس میں سے بھی رقم خرچ کی جاتی ہے تو اس طرف بھی توجہ کی ضرورت ہے۔ لوگوں کو توجہ کرنی چاہئے۔

س: خطبات جمعہ کے سننے اور ان میں دی گئی ہدایات کے بارہ میں کیا ارشاد فرمایا؟

ج: فرمایا! خلیفہ وقت کے خطبات کا سننا بھی بہت ضروری ہے یا دوسری باتیں جو کی جاتی ہیں مختلف وقتوں میں ان پر غور کرنا اور نوٹ کرنا بھی بڑا ضروری ہے۔ جہاں یہ احباب جماعت کو توجہ دلائیں عہدیداران وہاں عہدیداران خود بھی اس طرف توجہ دیں۔ امیر جماعت کا خاص طور پر یہ کام ہے کہ خطبات میں اگر کوئی ہدایت دی گئی ہے اور اگر کوئی تربیت کا پہلو ہے تو فوراً اسے نوٹ کریں اور صدران جماعت کو سرکلر کریں اور باقاعدگی سے اس کی نگرانی ہو کہ کس حد تک اس پر عمل ہو رہا ہے۔ اس کے علاوہ مرکز سے یا میری طرف سے مختلف ہدایات جو جاتی ہیں وہ بھی آپ کا کام ہے کہ فوری طور پر جماعتوں کو پہنچائی جائیں اور پھر اس کا follow up بھی کیا جائے اور feed back بھی لیا جائے۔

س: نیشنل امراء کو کیا ہدایت فرمائی؟

ج: یہاں بھی اور دوسری جگہ بھی امیر جماعت اس بات کی پابندی کریں کہ سال میں دو مرتبہ کم از کم صدران کے ساتھ میٹنگ ہو اور کام اور ترقی کی رفتار کا جائزہ لیا جائے اور جو صدران باوجود توجہ دلانے کے کام نہیں کرتے ان کی رپورٹ مجھے بھجوائیں۔

س: عہدیداران کو متعلقہ شعبہ کے حوالہ سے کیا ہدایات فرمائیں؟

ج: عہدیدار اپنے اپنے شعبہ کے قواعد کے بارہ میں ضرور پڑھے۔ قواعد میں ہر ایک شعبہ کو پتہ ہونا چاہئے اس کے کیا فرائض ہیں، کیا اختیارات ہیں امراء خاص طور پر قواعد کی کتاب میں سے جو قواعد ہیں 215 سے 220 تک وہ ضرور پڑھیں اور ان کو ذہن میں رکھیں اور ان پر عمل کریں خاص طور پر جب کسی معاملہ میں فیصلہ کرنا ہو۔

س: نیشنل امراء کو ریجنل امراء کے حوالہ سے کیا ہدایت فرمائی؟

ج: فرمایا! ایک ہدایت نیشنل امیر کے لئے ہے کہ وہ ریجنل امیر کو جو کام اور اختیارات دیں اس کے بارے میں مرکز کو بھی لکھیں اور بتائیں۔

س: مربیان کو قرآن کریم پڑھانے کے حوالہ سے کیا نصیحت فرمائی؟

ج: فرمایا! ایک ذمہ داری ان کی یہ بھی ہے کہ جماعتوں میں قرآن کریم پڑھانے کا انتظام کریں اگر کبھی دورہ پر ہوں خود، ایسے استاد تیار کریں جو بچوں کو اور قرآن کریم ناظرہ نہ جاننے والوں کو قرآن کریم پڑھا سکیں اور یہ کلاسیں باقاعدگی سے ہونی چاہئیں۔ مغرب یا عشاء کے وقت جب بھی وقت ہو پڑھائیں۔ اگر مربیان دورے پر نہ ہوں اور خود موجود ہوں تو جو جوان کے سنٹر ہیں وہاں یہ کلاسیں لیں ......اسی طرح جن کو قاعدہ پڑھانے کی ضرورت ہے انہیں قاعدہ پڑھائیں اس طرح بھی بچوں کو آپ لوگ بیت سے اٹیچ (attach) کریں گے مرکز سے اٹیچ (attach) کریں گے۔

س: تبادلوں کے حوالہ سے مربیان کو کیا نصیحت فرمائی؟

ج: فرمایا! عموماً تین چار سال بعد ان کا تبادلہ ہوتا ہے اگر اس سے پہلے بھی ضرورت ہو تو ہو جاتا ہے اگر اس طرح کبھی صورت حال پیدا ہو تو بعض ملکوں سے ہمیں یہ شکایت ہے کہ بڑا انقباض ہوتا ہے ان کو، ایسے تبادلوں کو بخوشی تسلیم کرنا چاہئے۔

س: امراء کی رہنمائی کی ضرورت ہو تو مربیان کو کیا طریق اختیار کرنا چاہئے؟

ج: فرمایا! اگر کسی عہدیدار یا اگر کسی امیر کو بھی توجہ دلانے کی ضرورت ہو، اگر کوئی ایسا معاملہ ہے جو جماعتی روایت کے خلاف ہے یا جس میں کوئی شرعی روک ہے تو ادب کے دائرہ میں اور نرمی کے ساتھ توجہ دلائیں۔ اگر بات نہ مانی جائے اور جماعتی نقصان ہو رہا ہو یا شرعی حکم ٹوٹ رہا ہو تو پھر مجھے اطلاع کر دیں۔ کسی قسم کی آپس میں ایک بحث اور ضد بازی نہیں شروع ہو جانی چاہئے۔

س: کس خاتون کی وفات کا ذکر کرتے ہوئے ان کے نیک اوصاف کا تذکرہ فرمایا؟

ج: فرمایا! عزیزہ دانیہ خاں جو آصف خاں صاحب سیکرٹری امور خارجہ کینیڈا کی اہلیہ تھیں 6/اگست 2013ء کو 38 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔

پبلشر و پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ | مطبع: ضیاء الاسلام پریس | مقام اشاعت: دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ | قیمت 5 روپے

مکرم خواجہ منظور صادق صاحب

خواجہ عبدالغفار ڈار۔ خدمت کشمیر کا ایک اہم نام

محترم ڈار صاحب کشمیر کے ایک معروف ڈار خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ آبائی علاقہ ناسنور (مقبوضہ کشمیر) تھا جو آج بھی احمدیت کا گڑھ ہے۔ محترم ڈار صاحب کے دادا حضرت حاجی عمر ڈار صاحب کو 1894ء میں کشمیر سے قادیان جا کر حضرت مسیح موعود کی بیعت کرنے کا شرف حاصل ہوا اور یوں آپ کی زندگی میں ایک انقلاب آ گیا۔ آپ کی بیعت کا باعث بننے والا واقعہ اور حالات بھی ایمان افروز ہیں۔

بتایا جاتا ہے کہ خواجہ عمر ڈار صاحب کی تجارت سیالکوٹ میں بھی تھی اور اپنے ہم زلف رمضان بٹ محلّہ کشمیریاں سے اُن کی آمدورفت و روابط تھے۔ اس محلّہ میں حضرت اقدس مسیح موعود کے ایک رفیق خاص حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی بھی رہتے تھے۔ حاجی محمد عمر ڈار صاحب حج کعبہ کی نیت سے گھر سے چلے۔ بمبئی پہنچے تو معلوم ہوا کہ راستہ بوجہ طاعون بند ہے۔ آپ واپس پھر سیالکوٹ آگئے اور حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی تحریک پر اُن کے ساتھ قادیان چلے گئے۔ حضرت مسیح موعود سے ملاقات ہوئی اور آپ کی مجلس میں شامل ہوئے۔ مجلس میں حضور نے فرمایا بعض لوگ حج بھی کرتے ہیں، نماز بھی پڑھتے ہیں، روزہ بھی رکھتے ہیں مگر رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کرتے۔ خواجہ صاحب کا اپنے بھائی کے ساتھ زمین کا جھگڑا تھا۔ آپ اس نصیحت سے بڑے متاثر ہوئے اور وہیں حضرت اقدس مسیح موعود کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور اپنے بھائیوں کے ساتھ زمین کا جھگڑا ختم کر دیا۔ حضور کی بیعت میں آنے کے بعد ان کی زندگی میں نمایاں تبدیلی آگئی اور ان کا اوڑھنا بچھونا دعوت الی اللہ ہو گیا چنانچہ آپ کی دعوت سے احمدیت سارے ناسنور اور ملحقات میں پھیلی۔ آپ موصی بھی تھے اور ان کا کتبہ بھی مقبرہ بہشتی قادیان میں نصب ہے۔

(الحکم قادیان 1901ء۔ تاریخ احمدیت جموں و کشمیر مرتبہ مولانا اسداللہ قریشی صاحب صفحہ 31-30)

حضرت اقدس مسیح موعود نے اپنی معرکۃ الآراء تصنیف ''حقیقۃ الوحی'' میں آپ کا ذکر فرمایا ہے چنانچہ حضور اپنی صداقت کے نشانات کا تذکرہ فرماتے ہوئے پانچویں نشان کے ذیل میں رقم طراز ہیں۔

''(۵) پانچواں نشان ایک پیشگوئی ہے جو رسالہ ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ مئی 1906ء کے ٹائٹل پیج کے آخر ورق کے پہلے حصّہ میں درج ہے اور وہی پیشگوئی اخبار بدر جلد 5 نمبر 19 مورخہ 10 مئی 1906ء میں مندرج ہے اور ایسا ہی وہی پیشگوئی اخبار الحکم مورخہ 5 مئی 1906ء اور نیز پرچہ الحکم مورخہ 10 مئی 1906ء میں مع تشریح درج ہو کر شائع ہو چکی ہے چنانچہ پہلے ہم اُس پیشگوئی کو اس جگہ لکھتے ہیں جو رسالہ مذکورہ اور دونوں اخباروں میں درج ہو چکی ہے اور بعد میں جس طرح وہ پوری ہوئی اُس کو لکھیں گے۔ اور وہ پیشگوئی مع اُسی زمانہ کی تشریح کے یہ ہے''۔

''الہام 5 مئی 1906ء **پھر بہار آئی تو آئے ثلج کے آنے کے دن**۔ ثلج کا لفظ عربی ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ وہ برف جو آسمان سے پڑتی ہے اور شدّت سردی کا موجب ہو جاتی ہے اور بارش اُس کے لوازم میں سے ہوتی ہے اُس کو عربی میں ثلج کہتے ہیں ان معنوں کی بناء پر اس پیشگوئی کے یہ معنی معلوم ہوتے ہیں کہ بہار کے دنوں میں ہمارے ملک میں خدا تعالیٰ غیر معمولی طور پر یہ آفتیں نازل کرے گا اور برف اور اُس کے لوازم سے شدت سردی اور کثرت بارش ظہور میں آئے گی (یعنی کسی حصّہ دنیا میں جو برف پڑے گی وہ شدت سردی کا موجب ہو جائیگی)''

''یہ پیشگوئی جو مع تشریح رسالہ ریویو آف ریلیجنز اور پرچہ اخبار بدر اور الحکم میں اُس کے ظہور سے نو (9) ماہ پہلے لکھی گئی تھی اور ظہور کے لئے بہار کا موسم معین کیا گیا تھا۔ صفائی سے پوری ہو گئی یعنی جب عین بہار کا موسم آیا اور باغ پھولوں اور شگوفوں سے بھر گئے تب خدا تعالیٰ نے اپنا وعدہ اس طرح پر پورا کیا کہ کشمیر اور یورپ اور امریکہ کے ملکوں میں برف باری حد سے زیادہ ہوئی جس کی تفصیل ابھی ہم انشاء اللہ چند اخباروں کے حوالہ سے لکھیں گے لیکن اس ملک میں بموجب منشاء پیشگوئی کے خاص اُس حصّہ ملک میں وہ شدّت سردی اور کثرت بارش ہوئی کہ ملک فریاد کر اُٹھا اور ساتھ ہی بعض حصہ میں اس ملک کے اس قدر برف پڑی کہ لوگ حیران ہو گئے کہ کیا ہونے والا ہے۔ چنانچہ آج ہی 25 فروری 1907ء کو ایک خط بنام حاجی عمر ڈار صاحب (جو باشندہ کشمیر ہیں اور اِس وقت میرے پاس قادیان میں ہیں عبدالرحمن اِن کے بیٹے کی طرف سے) کشمیر سے آیا ہے کہ اِن دنوں میں اس قدر برف پڑی ہے کہ تین گز تک زمین پر چڑھ گئی اور ہر روز ابر محیط عالم ہے یہ وہ امر ہے کہ کشمیر کے رہنے والے اس سے حیران ہیں کہ بہار کے موسم میں اس قدر برف کا گرنا خارق عادت ہے''۔

(روحانی خزائن جلد 22، حقیقۃ الوحی صفحہ 472-471)

محترم ڈار صاحب کے والد حضرت عبدالقادر ڈار صاحب اور ایک چچا حضرت عبدالرحمٰن ڈار صاحب کو بھی حضرت اقدس کے رفقاء ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ اس دینی اور دنیاوی ہر دو لحاظ سے معزز اور قابلِ فخر خاندان میں آپ کی پیدائش مارچ 1916ء میں ہوئی۔ پرائمری کا امتحان اپنے گاؤں کے قریب ہی واقع یاڑی پورہ مڈل سکول سے پاس کیا۔ بارہ سال کی عمر کو پہنچے تو والدین نے انہیں اُن کی اپنی خواہش پر حصول تعلیم کے لئے قادیان بھجوا دیا۔ محترم ڈار صاحب کی یہ خوش قسمتی تھی کہ بچپن کی عمر میں ہی آپ کو قادیان کی مقدس بستی میں جانے اور دینوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی علوم حاصل کرنے اور صحبت صالحین سے بھرپور استفادہ کرنے کے مواقع ملے اور پھر مزید خوش قسمتی یہ تھی کہ قادیان میں آپ کو حضرت اقدس مسیح موعود کے خاندان مبارکہ میں حضرت نواب محمد عبداللہ خان صاحب اور حضرت صاحبزادی نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کے گھر میں رہنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ قادیان میں برسوں قیام سے وابستہ خوشگوار یادوں کا تذکرہ آپ نے اپنی کتاب ''داستان کشمیر'' میں تفصیل سے کیا ہے۔

محترم ڈار صاحب نے قادیان میں ہی ثانوی تعلیم مکمل کی اور پھر 1938ء میں پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا۔ حضرت مصلح موعود نے ڈوگرہ راج کے مظالم اور غلامی سے کشمیریوں کو نجات دلانے کے سلسلہ میں آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے صدر کی حیثیت سے تحریک آزادی کشمیر میں جو کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں۔ ان کی تاریخ بہت طویل ہے چنانچہ انہی کارناموں میں سے ایک کارنامہ سرینگر سے ایک ہفت روزہ اخبار ''اصلاح'' کا اجراء بھی شامل ہے۔ یہ اخبار حضرت مصلح موعود کے ایماء سے 1934ء میں جاری کیا گیا تھا۔ محترم ڈار صاحب نے جب مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا اس وقت حضور کی نگرانی اور سرپرستی میں اس اخبار کی ادارت کے فرائض چوہدری عبدالواحد صاحب انجام دے رہے تھے اور یہ اخبار کشمیری مسلمانوں کے جذباتِ حُریّت اور اُمنگوں کا ایک حقیقی ترجمان بن چکا تھا۔ چنانچہ حضرت مصلح موعود نے محترم خواجہ عبدالغفار ڈار صاحب کو اس اخبار کا نائب مدیر مقرر فرمایا اگرچہ آپ کو صحافت کا کوئی عملی تجربہ نہ تھا مگر حضور کی نظرِ انتخاب نے آپ کی صلاحیتوں کا بخوبی اندازہ لگا کر آپ کو یہ خدمت سونپی تھی چنانچہ آپ نے حضور کی توقعات کے مطابق کام کیا۔ بعد میں آپ کو ''اصلاح'' کے مدیر کی حیثیت سے بھی خدمات بجا لانے کی توفیق ملی۔ اخبار ''اصلاح'' میں ذمہ داریاں سنبھالنے کا واقعہ بھی آپ کے اطاعتِ امام کے جذبہ کی عکاسی کرتا ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

''چونکہ تعلیم سے فراغت کے بعد مجھے زندگی کے کسی شعبہ کسی کاروبار یا ملازمت کے ساتھ وابستہ ہونا تھا اور میرے بھائی لوگ تحریک کر رہے تھے کہ ان کے کاروبار دکانداری میں شرکت کی جائے اس طرح ایک دو ملازموں کی بچت بھی ہو جاتی اور انہیں ایک لکھے پڑھے شریک کار کی خدمت بھی حاصل ہوتی اگر میں اپنی خاندانی تجارت اور کاروبار سے وابستہ ہو جاتا تو ظاہر ہے کہ میں ساری زندگی ایک محدود ماحول میں پھنس جاتا تاہم میں انکار بھی نہیں کر سکتا تھا طے یہ ہوا کہ میں اپنے حضرت صاحب (حضرت مصلح موعود) کی خدمت میں مشورہ کے لئے خط لکھتا ہوں اور وہاں سے جو جواب اور فیصلہ آئے گا اسی میں میرے لئے خیروبرکت ہوگی۔

چنانچہ میں نے حضور کے نام خط لکھا کہ اگر حضور مشورہ دیں تو میں کسی باہر کے ملک میں چلا جاؤں بعض میرے ساتھی لندن وغیرہ جا چکے تھے میرا ذاتی رجحان سیلانی بندہ ہونے کی وجہ سے اس طرف زیادہ تھا تاہم میں نے اپنے بھائی صاحبان کے تقاضے کا بھی لکھ دیا کہ وہ مجھے اپنے موروثی کاروبار میں شریک کرنا چاہتے ہیں تیسری بات میں نے یہ لکھ دی کہ اگر میں ملازمت اختیار کروں تو محکمہ تعلیم ریاست جموں وکشمیر کے کسی ہائی سکول کا میں بآسانی عربی ٹیچر مقرر ہو سکتا ہوں اب میں زندگی کے اس اہم موڑ کی بات اس طرح عرض کرتا ہوں جس طرح یہ وقوع پذیر ہوئی۔ میں اپنے آسودہ حال گھرانے میں خوش وقت تھا۔ حضرت صاحب کی طرف سے جواب کا منتظر تھا اور یہ بات طے تھی کہ جو بھی مشورہ یا حکم آیا اس کی تعمیل کرنا میرا فرض ہوگا۔ ایک دن میں نے اپنا گھوڑا گھر کا لیا اور سات آٹھ میل مسافت پر واقعہ اپنے قصبہ شوپیان شاپنگ کے لئے چلا گیا جب میں نے دریائے وشو کو عبور کیا تو مجھے خوب یاد ہے زوردار پانی کے ریلے سے میرے گھوڑے کی ٹانگیں لڑکھڑا گئیں۔ گھوڑا منہ زور اور جواں سال تھا اور سوار بھی باہمت تھا اور اصل بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کا فضل شامل حال تھا گھوڑا اس خطرہ کی جگہ سے بحفاظت نکل گیا اور سڑک پر کسی قدر گھبراہٹ کے ساتھ دوڑنے لگا میں اسے لگام کس کر آہستگی سے چلنے کی کوشش کر رہا تھا کہ سامنے سے ایک کشمیری پنڈت ہرکارہ ہمارے گاؤں اور اس علاقہ کے لوگوں کے نام ڈاک لے کر آ رہا تھا وہ مجھے جانتا پہچانتا تھا اس نے ہاتھ سے اشارہ بھی کیا اور آواز بھی دی کہ میرے نام اس کے پاس ایک خط ہے چونکہ گھوڑا بدکا تھا لہٰذا میں نے بہرحال ٹھہرایا اور اپنے نام کا لفافہ ڈاکیے سے وصول کیا میں نے شوپیان کی طرف جاتے ہوئے ریشی نگر کے مقام پر یہ خط کھولا اس میں نہ صرف مشورہ تھا بلکہ ایک طرح کا حکم نامہ تھا کہ آپ سری نگر میں مولوی

عبدالواحد صاحب سے دفتر اخبار اصلاح میں جا کر ملیں وہ آپ کو بتائیں گے کہ آپ نے کیا کام کرنا ہے۔ اس خط میں حضور نے ''عزیزم عبدالغفار'' کے نام سے مجھے یاد فرمایا تھا اور یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے حضور نے میرے مولوی فاضل کے امتحان میں پاس ہونے کی مبارک باد بھی تحریر فرمائی تھی۔

اچھا ہے دل کے ساتھ رہے پاسبانِ عقل
لیکن کبھی کبھی اسے تنہا بھی چھوڑ دے
سوداگری نہیں یہ عبادت خدا کی ہے
اے بے خبر جزا کی تمنا بھی چھوڑ دے

میں شوپیان قصبے میں پہنچا نہ کسی سے مشورہ کیا اور نہ کسی کے ساتھ گفتگو کی، اپنے گاؤں کا ایک نوجوان جو کسی عدالت میں تاریخ بھگتنے آیا تھا اور واپس گاؤں پیدل جانے والا تھا اپنا گھوڑا اس کے حوالے کر دیا اور اسے کہا کہ گھر والوں کو بتا دینا کہ مجھے حضور کا خط ملا ہے اس کی تعمیل میں میں سری نگر چندروز کے لئے جا رہا ہوں یہاں سے ہی مجھے بس ملنی تھی جبکہ خرچہ جیب میں تھا میں خدا کے فضل سے سری نگر پہنچا اور اپنی ہمشیرہ کے ہاں جا کر فروکش ہوا رات گزاری اگلے دن مائی سمہ بازار امیرا کدل میں پوچھتے پاچھتے ہفت روزہ ''اصلاح'' کے دفتر پہنچ گیا۔ چوہدری عبدالواحد صاحب انچارج ایڈیٹر اصلاح سے ملاقات ہوئی وہ میرے استاد محترم بھی تھے اور انہوں نے اخبار اصلاح کو اپنی محنت شاقہ سے اس مقام پر پہنچایا تھا کہ انہیں مدیر معاون کی ضرورت تھی چونکہ اصلاح آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے صدر مرزا بشیرالدین محمود صاحب کے زیرفرمان تھا میں نے ان کا خط ان کی خدمت میں پیش کر دیا انہوں نے فرمایا کہ بس ٹھیک ہے یہ خط آپ کے نام بمنزلہ آپ کی تقرری کے ہے آپ کو ہمارے ساتھ کام کرنا ہوگا اور امر واقعہ یہ ہے کہ اسی دن سے میں ہفت روز ''اصلاح'' سری نگر کے عملہ میں شامل ہو گیا قیام و طعام کی کوئی مشکل نہ تھی۔ چندروز میں فتح کدل، امیرا کدل آتا جاتا رہا۔ کچھ ہی دن کے بعد مجھے بارہ مولہ ایک اخباری مہم پر روانہ کیا گیا جہاں سے میں کامیابی کے ساتھ واپس لوٹا۔ غالباً اِس کے ایک ہفتہ بعد ہی میں اپنے گاؤں چلا گیا محلہ کا چگری مسجد میں آ کر دو روپے ماہوار کرایہ پر مکان لے لیا۔ اور اپنی فیملی کو سری نگر لے آیا۔ اِس کے چند ہی دِنوں بعد ہفت روزہ اصلاح میں میرا نام بطور مدیر معاون شائع ہونے لگا، یہ ہے جناب میری صحافتی زندگی کے آغاز کی کہانی''۔

(داستانِ کشمیر صفحہ 104-102)

اخبار ''اصلاح'' کے عملے کی حیثیت سے اِن کی قائداعظم محمد علی جناح سے ملاقات بھی ایک تاریخی واقعہ ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ

''حضرت قائداعظم نے سرینگر میں قیام کے دوران ایک مرتبہ خواہش کی کہ میں کسی ایسے شخص سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں جو ریاست جموں و کشمیر کے مضافات کے حالات سے آگاہ ہو اور وہ میری معلومات میں جو میں چاہتا ہوں اضافہ کر سکے چنانچہ اس موقعہ پر چوہدری عبدالواحد صاحب چیف ایڈیٹر ہفت روزہ اصلاح کا انتخاب ہوا اور انہوں نے قائداعظم سے ایک گھنٹہ سے زیادہ طویل ملاقات کی۔ قائداعظم اس ملاقات سے بے حد متاثر ہوئے اور اس ملاقات کا تذکرہ چوہدری ظہور احمد صاحب کی ''کشمیر کہانی'' میں تفصیل کے ساتھ درج ہے۔

یہ بھی ایک اتفاقِ حسنہ ہے کہ اس خاکسار کو بھی ایک وفد کے ساتھ شمولیت کے دوران قائداعظم سے نہ صرف ملاقات کا موقع ملا بلکہ کچھ معروضات بھی میں نے ان کے ایک سوال کے جواب میں عرض کیں۔

(داستانِ کشمیر صفحہ 439)

''اصلاح'' سے کئی سال وابستہ رہنے کے نتیجہ میں آپ کو کشمیر کے دور دراز علاقوں کے سفر کرنا پڑے۔ اسی دوران کشمیری زعماء اور بااثر شخصیات سے آپ کے رابطے ہوئے اور ان کا تعارف حاصل ہوا جو بعد کی زندگی میں آپ کے بہت کام آیا۔ چنانچہ حضرت مصلح موعود کے بعد خلفائے احمدیت میں سے بھی اگر کسی کو کشمیری لیڈروں یا قائدین میں سے کسی کے ساتھ کوئی رابطہ کرنے کی ضرورت پڑتی تو اکثر اوقات محترم ڈار صاحب کی ہی خدمات حاصل کی جاتیں۔ آپ کو زندگی بھر خلیفہء وقت کی قربت اور اعتماد حاصل رہا۔ حضرت مصلح موعود کی کشمیر نوازی اور محترم ڈار صاحب کی خوش بختی کی ایک اور مثال یہ ہے کہ حضور نے ذرہ نوازی فرماتے ہوئے آزاد کشمیر کے بانی صدر اور تحریکِ آزادی کشمیر کے معمار محترم خواجہ غلام نبی گلکار صاحب اور محترم خواجہ عبدالغفار ڈار صاحب کو جماعتِ احمدیہ پاکستان کی مجلسِ شوریٰ کا تاحیات اعزازی ممبر نامزد فرمایا۔ محترم گلکار صاحب کی 1975ء میں وفات کے بعد محترم عبدالغفار ڈار صاحب واحد شخص تھے، جو زندگی کے آخری سال تک حضرت مصلح موعود کی اس عنایت اور ذرہ نوازی سے مستفیض ہوئے جس پر آپ ہمیشہ فخر اور ناز کیا کرتے تھے۔

1947ء میں تقسیمِ ہند کے حالات اور کشمیر کی ریاستی حکومت کی سختیوں اور جابرانہ احکامات کے نتیجہ میں اخبار 'اصلاح' کا جاری رہنا مشکل ہو گیا تھا چونکہ ریاستی حکومت نے اخبار بند کر کے محترم ڈار صاحب کے وارنٹ گرفتاری جاری کئے تھے، چنانچہ حضرت مصلح موعود کے مشورہ سے آپ کو بھیس بدل کر کے پاکستان آنا پڑا۔ کوئی شخص اِن دنوں سرینگر سے پاکستان کی طرف نہیں جا سکتا تھا۔ متعدد سرحدی راستے مسدود ہو چکے تھے، محترم ڈار صاحب اپنے واقعہ ہجرت کے بارے میں لکھتے ہیں۔

''اچانک جولائی 1948ء کے ایک کانوائے کی روانگی کا علم ہوا جو اگلی صبح کو مسلمانانِ جموں کے بچے کھچے اِن مسلمانوں کو پاکستان لے جا رہا تھا جو سرینگر کیمپ میں موجود تھے۔ اس کیمپ میں کٹھوعہ ہائی سکول کے ایک عربی مدرس سید محمد عبداللہ صاحب فاضل جو میرے ہی ہاتھوں عربی مدرس تعینات ہو چکے تھے۔ رات کو گیارہ بجے خفیہ خفیہ میرے پاس اصلاح بلڈنگ میں پہنچ گئے اور بتایا کہ بھمبر کی ایک فیملی کا ایک فرد کم ہے اور وہ صاحب محمد ابراہیم نام کے دوست تھے، وہ کچھ ہی دن قبل اس کانوائے کا انتظار کرتے ہوئے اکیلے ہی سرحد پار جا چکے تھے اس کی جگہ میں بھیس بدل کر اس فیملی میں شامل ہو سکتا ہوں اس طرح اگر مجھے انتظام منظور ہو تو میں فوری اس کی منظوری دیدوں انتظام ثقہ اور خطرے سے خالی تھا چنانچہ میں حلیہ بدل کر سید محمد عبداللہ صاحب کے ساتھ اگلے روز علی الصبح حضوری باغ سرینگر سے روانہ ہونے والے اس کانوائے میں بیٹھ گیا۔ جموں شہر میں جب یہ بہت بڑا کانوائے انڈین آرمی کے ٹرکوں اور گاڑیوں میں ایک جگہ پہنچا تو یہ جگہ سُنسان سی تھی معلوم ہوا کہ اب چونکہ بارڈر قریب تھا اس جگہ تمام مسافروں کی جامہ تلاشی ہوگی اور جس کے ساتھ جو سامان بھی ہے اس کی چیکنگ کی جائے گی۔ میرا بالکل ہلکا پھلکا سا ایک بیگ تھا جس میں میں نے ایک ٹوپی اور ایک دو جوڑے کپڑوں کے علاوہ ایک خفیہ سی جگہ میں ایک میمورنڈم بھی رکھا ہوا تھا۔ انہیں دنوں میں اقوام متحدہ کا کشمیر کمیشن ہندوستان پاکستان کی حکومتوں سے مذاکرات کے لئے آیا ہوا تھا۔ سرینگر میں تحریکِ پاکستان کی حمایت میں اپنی اپنی بساط کے مطابق مختلف گروپ سرگرم عمل تھے۔ ایک گروپ جس کے ساتھ خاکسار کسی واسطے سے منسلک تھا وہ مولوی نورالدین صاحب، خواجہ غلام نبی گلکار صاحب، آغا شوکت علی، ڈاکٹر نذیر الاسلام، پروفیسر محمد اسحاق، شیخ عبدالحئی وغیرہ بہت سے اصحاب پر مشتمل تھا۔ انہوں نے بزبان انگریزی ایک میمورنڈم تیار کیا تھا کہ کسی طرح کشمیر کمیشن کے ممبران تک یہ دستاویز پہنچائی جائے۔ اتفاق سے اس کی ایک کاپی میرے پاس پہنچ چکی تھی کہ اگر کوئی ذریعہ بنے تو میں یہ میمورنڈم پاس آن کر دوں۔ یہ میمورنڈم میں نے اپنے بیگ میں رکھ چھوڑا تھا راستے میں میں اسے اِدھر اُدھر اپنی گاڑی کے کسی کونے کھدرے میں بھی رکھ دیتا تھا تاکہ کسی وقت اچانک چھاپہ پڑ جانے کی صورت میں یہ دستاویز میرے بیگ سے برآمد نہ ہو۔ تلاشی کے مقام پر آنکھ بچا کر میں اسے ایک جھاڑی میں چھوڑ آیا تاکہ جان سلامت رہے اور کوئی مسئلہ ہی نہ رہے، جب تلاشی کا یہ سلسلہ ختم ہوا تو نظر بچا کر میں پھر یہ خاکی لفافہ جھاڑی میں سے نکال کر لے آیا اور اپنی گاڑی کے ایک پائیدان میں چھپا کر رکھ دیا جب سیالکوٹ بارڈر پر اس کانوائے کے تمام مسافروں کو آزاد کر دیا گیا تو میں نے یہ لفافہ بھی سنبھال لیا اور دیگر تمام مسافروں کے ساتھ بفضل اللہ تعالیٰ میں دوسری دفعہ سرزمینِ پاکستان میں داخل ہوا۔ اس دورے سے قبل اکتوبر 1947ء میں جبکہ آنا جانا ممکن تھا پاکستان کی پہلی دفعہ زیارت کر چکا تھا۔

سیالکوٹ میں ایک جم غفیر تھا اس کانوائے میں جموں کے سانحہ میں شہید ہونے والے لوگوں کے لواحقین کی بہت بڑی تعداد تھی اِن کا استقبال کرنے والے سیالکوٹ پہنچے تھے اِن کے رشتے دار بھی جمع ہو گئے تھے ایک دوسرے سے ملنے والے رو رہے تھے، کچھ خوش بھی ہو رہے تھے آخر کار تمام مسافروں میں جو زیادہ تر فیملیوں کی صورت میں تھے میرا نہ کوئی استقبال کرنے والا تھا جس فیملی کے ساتھ تھا اس نے اپنا راستہ لے لیا اتنے میں مجھے سول لباس میں آئے ہوئے پاکستانی خفیہ کارندوں نے گھیر لیا اور کہنے لگے کہ آپ کے لئے ٹانگے کا ہمارے ساتھ انتظام ہے چنانچہ میں بڑی خوشی کے ساتھ اِن کے ساتھ ہو لیا۔ سرکاری کارندوں نے بھانپ لیا کہ ساری کانوائے میں یہ منفرد قسم کا ایک آدمی ہے، ہو نہ ہو کسی ایجنسی کا آدمی ہوگا۔ بات تو اِن کی ٹھیک تھی مگر میں اس طرح کا کوئی مشکوک آدمی نہ تھا۔ اِدھر اُدھر کی تحقیقاتی باتوں کے بعد انہوں نے مجھے ڈی۔ ایس۔ پی صاحب کے دفتر میں پہنچا دیا۔ ہرچند میں نے اِن کو باور کرا دیا کہ میں ٹھیک ٹھاک آدمی ہوں مجھے پاکستان آنا تھا بس میں پاکستان آ گیا میری منزل لاہور ہے مجھے لاہور جانے دیجئے۔ سیالکوٹ میں رشتہ داروں کا واقف کاروں کا بہت کچھ حوالہ دیا اچانک مجھے یاد آیا کہ سیالکوٹ میں تو ڈی سی صاحب میرے جاننے والے ہیں چنانچہ جب میں نے بڑے تحکم کے ساتھ ایم۔ ایم۔ احمد ڈی سی صاحب (صاحبزادہ مرزا مظفر احمد) کا حوالہ دیا تو انہوں نے ٹیلیفون پر مجھے ڈی سی صاحب سے ملا دیا۔ اب شام ڈھل رہی تھی ڈی سی صاحب سے بات ہوئی تو اِن کے حکم کے مطابق مجھے اِن کے گھر پہنچا دیا گیا اور اگلے روز میں رتن باغ لاہور پہنچا مجھے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے سابق صدر مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب نے سرینگر سے آنے کے لئے کہا ہوا تھا اور وہ کوئٹہ تشریف لے گئے تھے۔ چنانچہ میں نے اپنی حاضری کی رپورٹ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب جو اس وقت لاہور میں حضور کے قائم مقام امیر تھے کو کر دی۔ چندروز کے بعد مجھے کوئٹہ پہنچ کر حضرت صاحب سے ملنے کی سعادت حاصل ہوئی یہ بھی مقامِ شکر ہے کہ جان میں جان آ گئی۔ مقبوضہ

کشمیر کے سارے حالات جو مجھے معلوم تھے رپورٹ کردیئے گئے۔ایک امر قابلِ ذکر یہ ہے کہ جب میں نے سانحہ جموں میں مسلمانوں کے قتل عام کے واقعات عرض کئے تو آپ نے فرمایا کہ جموں کا یہ سانحہ مشرقی پنجاب کے مسلمانوں کے قتل عام کے بالمقابل زیادہ سنگین نوعیت کا ہے۔حضور بہت رنجیدہ ہوگئے کچھ احمدی احباب بھی اس سانحہ میں شہید ہوئے تھے وہ واقعات بھی عرض کئے گئے اور جو میں ایک میمورنڈم ساتھ لایا تھا اس کے ساتھ ایک اور کتابچہ بھی میں اپنے ہمراہ لے کر آیا تھا وہ تھا آزاد کشمیر حکومت کے قیام کے سلسلے میں وہ مشہور و معروف پمفلٹ جو مسٹر ریڈی اور مشہور کانگریسی عبدالرحمٰن میٹھا نے راولپنڈی میں اپنی نظر بندی سے رہا ہوکر دہلی پہنچ کے لکھا تھا اس کا عنوان تھا۔

''پاکستان کا بھانڈا چوراھے پر'' اس میں اِن دنوں باخبر کانگریسیوں نے انکشاف کیا تھا اور پوری تحقیق کے بعد لکھا تھا کہ آزاد کشمیر حکومت کا قیام مرزا بشیرالدین محمود احمد سابق صدر آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے زرخیز دماغ کی پیداوار ہے۔سرینگر میں اس ٹریکٹ کی شیخ عبداللہ کی ایمرجنسی گورنمنٹ نے بھی خوب اشاعت کی تھی جس کی واحد کاپی جو میرے پاس تھی وہ بھی میں نے حضرت صاحب کی خدمت میں پہنچادی تھی۔

('داستانِ کشمیر' سے ماخوذ)

محترم ڈار صاحب جولائی 1948ء میں پاکستان آنے کے بعد راولپنڈی میں سکونت پذیر ہوئے ۔ انہیں جماعت راولپنڈی میں مختلف عہدوں پر نمایاں خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ آپ کو ایک طویل عرصہ تک سیٹلائیٹ ٹاؤن غربی کے حلقہ کے صدر۔سیکرٹری مال۔سیکرٹری رشتہ ناطہ اور پھر سیکرٹری جائیداد کے طور پر کام کرنے کی سعادت نصیب ہوئی اور آپ کا حلقہ جماعتی چندوں کی وصولی کے لحاظ سے ہمیشہ سابقون الاوّلون میں شمار ہوتا۔آپ نماز باجماعت کی سختی سے پابندی کرتے جب تک صحت نے اِجازت دی آپ نمازیں نماز سینٹر میں اور جمعہ جماعت کی مرکزی عبادت گاہ میں آکر ادا کرتے رہے اور بڑھاپے کی کمزوری آپ کی اِس باقاعدگی میں کبھی آڑے نہ آئی۔محترم ڈار صاحب کی ایک خوبی یہ تھی کہ آپ نڈر اور بے باک اور مخلص احمدی تھے۔کسی محفل یا جگہ جاتے احمدیت کو کبھی نہ چھپاتے اور بے خوف وخطر ببانگِ دہل اپنے احمدی ہونے کا اظہار کرتے اور دعوت الی اللہ کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔جماعتی اجلاسوں اور اجتماعات میں بھی آپ اپنی شخصیت اور بلند آواز کے باعث ہمیشہ نمایاں نظر آتے اور اپنی بات کہنے میں کبھی نہ ہچکچاتے۔

محترم ڈار صاحب کی یادداشت اور حافظہ بَلا کا تھا۔پیرانہ سالی کے باعث جسمانی صحت اگرچہ کمزور تھی مگر اُن کا دماغ آخری دم تک کام کرتا رہا۔اُنہیں بچپن سے لے کر جوانی اور بڑھاپے کے زمانہ کی ایک ایک چیز یاد تھی اور خوب مزے لے لے کر سُنایا کرتے تھے۔90-91 سال کی عمر میں لکھی گئی اُن کی دو کتابیں **''داستانِ کشمیر'' اور ''مجموعہ مضامین۔نامے جو میرے نام آئے ہیں''** اِن کے غیر معمولی حافظے کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔آپ ایک ہمدرد دل اور غریبوں کے لئے درد رکھنے والے وجود تھے۔کوئی ضرورت مند آتا تو اِس کی دامے،درمے، سخنے مدد کرنا اپنا فرض سمجھتے۔خود کوئی مالی مدد کرنے کے قابل نہ ہوتے تو جماعتی نظام اور حکامِ بالا تک پہنچتے اور دادرسی کی مقدور بھر کوشش کرتے ۔اپنے سوشل تعلقات اور رابطوں کے باعث وہ اپنوں اور غیروں سبھی میں جانے پہچانے جاتے تھے۔اِن کا حلقہ احباب بڑا وسیع تھا جہاں بھی ہوتے اپنی موجودگی کا احساس ضرور دلاتے۔زندگی کے صرف آخری ایک دو ماہ کمزوری کے باعث بستر پر گزارنے پر مجبور ہوئے وگرنہ وہ ہمیشہ رواں دواں اور مصروف رہتے۔ امریکہ،کینیڈا اور برطانیہ کی بھی سیر کی۔اپنے بڑے بیٹے عبدالحیٔ ڈار کے امریکہ شہری ہونے کے باعث انہیں بھی امریکہ کا گرین کارڈ ملا ہوا تھا مگر وہاں اُن کا دل نہ لگا کیونکہ وہ تنہائی میں رہنے کے عادی نہ تھے چنانچہ صرف چند ماہ وہاں گزارے اور واپس پاکستان آگئے اور پھر یہاں کی ہی مٹی نصیب ہوئی۔

اب آخر میں جماعت کے ایک معروف اور صاحب دیوان شاعر مولوی محمد صدیق امرتسری صاحب کی ایک نظم جو آپ نے محترم ڈار صاحب کی زندگی میں ہی لکھی تھی اور 'داستانِ کشمیر' میں چھپی ہے۔ہدیہ عقیدت کے طور پر پیشِ خدمت ہے۔اس نظم میں محترم ڈار صاحب کی کئی صفات اور خوبیوں کے کئی پہلوؤں کی خوبصورت نشاندہی کی گئی ہے۔ملاحظہ کیجئے! ؎

یار وفا شعار ہے عبدالغفار ڈار
ہر ایک کا غمگسار ہے عبدالغفار ڈار
دیکھو تو جسم خاکی ہے پر کھولو تو بے گماں
ایک کانِ لطف وپیار ہے عبدالغفار ڈار
خوش بخت خوش مزاج خوش اخلاق وخوش کلام
خوشبوؤں کا شہر یار ہے عبدالغفار ڈار
ہمدرد ہم جلیس ہے سب کا بصد خلوص
سب کا مشیرِ کار ہے عبدالغفار ڈار
مستقبل اپنا جس نے سنوارا ہے آپ ہی
وہ مردِ کامگار ہے عبدالغفار ڈار
فضل خدا کے سمجھ کے جو کرتا ہے دیں کے کام
اک ایسا جاں نثار ہے عبدالغفار ڈار
رنج ومحن قریب بھی پھٹکے نہیں کبھی
ایسا قوی حصار ہے عبدالغفار ڈار
صد شکر گرچہ میں ہوں کہ نازک سا اک مریض
تیمار دار میرا ہے عبدالغفار ڈار
دل کا غنی ہے مہمان نوازی ہے وصفِ خاص
بے نفس و بُرد بار ہے عبدالغفار ڈار
آواز بھی خدا نے سریلی ہے کی عطاء
گویا کہ اک ستار ہے عبدالغفار ڈار
دشمن جو اس کی قوم کے ہیں اِن کے واسطے
اِک تیغ آب دار ہے عبدالغفار ڈار
عشقِ نبی میں رہتا ہے سرشار جو سدا
وہ عبدِ کردگار ہے عبدالغفار ڈار
اے دوست آکے دیکھ یہ ہے دیکھنے کی چیز
ویلی کا شہر یار ہے عبدالغفار ڈار
دولت سے بے نیاز ہے پھر بھی بفضلِ حق
اہل و عیالدار ہے عبدالغفار ڈار
یا رب تو اپنے سایہ رحمت میں رکھ اِسے
دیں پر سدا نثار رہے عبدالغفار ڈار
لطف و کرم تیرا رہے اس پر سدا ہرا
اک تیرا جاں نثار رہے عبدالغفار ڈار
گلشن ہرا بھرا رہے یارب یہ تا ابد
جس کا نگہدار ہے عبدالغفار ڈار
خدمت کے جذبے میں نہ ہو ہرگز کمی کبھی
دونوں جہاں میں خوش رہے عبدالغفار ڈار
یا رب خزاں نہ آئے کبھی اس پہ تا ابد
ایسی یہ یادگار ہو عبدالغفار ڈار
بہبودۓ ریاستِ کشمیر کے لئے
ہر آن بے قرار ہے عبدالغفار ڈار
کشمیری گو نہیں ہوں لیکن زہے نصیب
میرا بھی رشتہ دار ہے عبدالغفار ڈار

(داستانِ کشمیر صفحہ 368)

☆......☆......☆......☆

بقیہ صفحہ 6: بچپن کا سبق

فعال اور منظّم تربیتی نظام ہے لیکن سات سال سے کم عمر کے بچے تو کسی بھی ذیلی تنظیم میں شامل نہیں ہوتے۔اس لئے ان کی تربیت کی ساری کی ساری ذمہ داری والدین پر ہی ہے۔ہاں اس سلسلہ میں ذیلی تنظیمیں والدین کی رہنمائی کرسکتی ہیں۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابع چھوٹے بچوں کی تربیت کا اصول بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''بچوں کی تربیت ہم براہِ راست نہیں کر سکتے اس لئے اس کا ایک ہی علاج ہے کہ اس عمر(7 سال سے کم عمر) کے بچوں کی تربیت کے لئے ماں باپ کی تربیت کی جائے اور اس کے لئے ہم تنظیموں کے سپرد یہ کام کر سکتے ہیں۔انصار اپنے ہاتھ میں لیں، خدام اپنے ہاتھ میں لیں اور لجنہ اپنے ہاتھ میں لیں یہ پروگرام۔اور ان کا کام یہ نہیں ہے کہ ماں باپ کے بچوں کے معاملہ میں براہِ راست دخل دیں بلکہ ایسے پروگرام بنائیں جو جلسوں کی شکل میں بھی ہوں، عملی پروگراموں کی شکل میں بھی ہوں اور تربیتی رسالوں اور کتب کی شکل میں بھی ہوں۔اور ان کا مطمحِ نظر یہ ہو کہ ہم نے ماں باپ کی تربیت کرنی ہے کہ وہ اپنے چھوٹے بچوں کی تربیت کرسکیں اور ایسے پروگرام اس طرح بنانے چاہئیں کہ خشک نہ ہوں بلکہ ان میں دلچسپی ہو......اِس عمر کے بچوں پر جو نقش آپ نے منقش کردیئے اگر وہ جہنم میں لے جانے والے نقش ہیں تو بچوں سے ہی نہیں آپ سے بھی پوچھا جائے گا اور اگر ایسے نقش منقش کر دیئے جو جنت میں رہنے والوں کے نقوش ہوتے ہیں تو پھر آپ بڑے خوش نصیب ہیں کیونکہ آپ کی اولاد در اولاد در اولاد کی نیکیاں بھی آپ کے نام پر ہمیشہ لکھی جائیں گی اور آپ کے درجات کی بلندی کا موجب بنتی جائیں گی۔'' (خطبہ جمعہ 19 دسمبر 1986ء)

دائمی عید تربیتِ اولاد سے وابستہ ہے

ہمارے بچوں سے ہمارا مستقبل وابستہ ہے، ہمارے بچوں کے اخلاق ہی ہماری خاندانی اور جماعتی پہچان ہے۔ ہمارے بچوں نے ہی کل جماعت کی نمائندگی کرنی ہے،انہیں سے جماعت کا وقار اور احترام پہچانا جانا ہے،انہیں کی اچھی تربیت سے ہماری خوشیاں وابستہ ہیں بلکہ ہماری دائمی اور حقیقی عید بھی اسی میں ہے کہ ہمارے بچے اعلیٰ اخلاق کے مالک اور تربیت یافتہ ہوں۔پس اپنا مستقبل سنوارنے اور دائمی خوشیاں حاصل کرنے کیلئے تربیتِ اولاد کے فریضہ کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھیں۔اس بارہ میں حضرت مصلح موعود اپنی پیاری جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اگر ہم اپنی اولاد کو صحیح معنوں میں قربان کریں تو ہماری اولاد اتنی بڑھے گی جتنے آسمان کے ستارے۔پس اگر کوئی سچی محبت خدا اور رسول سے رکھتا اور اگر اس کو (۔) اور سلسلہ احمدیہ سے بلکہ اگر اس کو انسانیت سے بھی کچھ انس ہے تو بچپن میں اپنی اولاد کی صحیح تربیت کرے۔ جہاں آپ اپنے نفسوں کو لالچ، طمع، حرص، چوری اور جھوٹ جیسی بداخلاقیوں سے بچاؤ وہاں بچوں کو بھی ان کا عادی نہ ہونے دو اور ان کی پوری پوری نگرانی کرو۔دین کی اور سلسلہ کی محبت ان کے دلوں میں پیدا کرو۔ ان سے بے جا محبت کر کے اعلیٰ اخلاق کے سیکھنے سے ان کو محروم نہ رکھو تا دوسروں کے لئے نمونہ بنیں بلکہ دنیا میں ایک بڑی قوم اور نسل بنیں۔

حضرت عیسیٰؑ نے جو فرمایا ہے کہ خدا کی بادشاہت میں بچے داخل ہو سکتے ہیں اس کے یہ معنےٰ ہیں کہ کوئی قوم آئندہ زندہ نہیں رہ سکتی جب تک کہ وہ اپنی اولاد کی بچپن میں تربیت کی فکر نہیں کرتی۔پس بچپن میں اپنی اولاد کے اخلاق کی درستی اور اصلاح کرو تا تم کو دائمی عید نصیب ہو۔ ورنہ اچھے اچھے کپڑے بچوں کو پہنا دینا کوئی خوشی کی بات نہیں۔'' (خطباتِ محمود جلد دوم ص 89)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے اور جماعت کے بچوں کی ان کے بچپن میں ہی اعلیٰ تربیت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں صحیح معنوں میں متقیوں کا امام بنادے۔آمین

مکرم مظفر احمد دُرّانی صاحب

بچپن کا سبق پتھر پر لکیر ہے

بچوں کی صحیح تربیت قوم کے مستقبل کی ضمانت ہے

حکمتوں کے بادشاہ اور معلمِ کتاب وحکمت حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بھر پور اور کامیاب زندگی گزارنے کے گُر سکھائے ہیں۔ جن میں ہر طبقہ کے لوگوں کے لئے رہنما اصول موجود ہیں۔ چنانچہ آپ بچوں کی ابتداءِ عمر سے تربیت کرنے کے حوالہ سے رہنمائی کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب کسی کے گھر کوئی بچی یا بچہ پیدا ہوتو اس کے جسم کی صفائی کے بعد اس کے دائیں کان میں نداء کے الفاظ دہرائے جائیں اور بائیں کان میں نماز کی اقامت کے الفاظ سنائے جائیں۔

(کنز العمال جلد 16 ص 599، مطبوعہ حلب 1977ء)

بچہ کے کان میں نداء کہنے کی حکمت

مذکورہ بالا حدیث کی پُر معارف تفسیر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود نے بچہ کے کان میں نداء کہنے کی حکمت بیان فرمائی ہے۔ فرماتے ہیں:

''سب سے پہلے (۔) نے یہ تعلیم دی ہے کہ جب بچہ پیدا ہو اسی وقت اس کے کانوں میں (۔) اور اقامت کہی جائے۔ اب بظاہر یہ عجیب بات معلوم ہوتی ہے کہ ایک بچہ جو بولتا نہیں، جو دوسروں کی زبان کو سمجھ نہیں سکتا اُس کے کان میں (۔) کہی جا رہی ہے۔ لیکن علم النفس کے ماتحت موجودہ زمانہ میں یہ حقیقت روشن ہوگئی ہے کہ بچہ کے کان میں جو آوازیں پڑتی ہیں وہ اس پر نہایت گہرا اثر کرتی ہیں۔

فرانس میں ایک عورت تھی وہ بعض اوقات ایسی اعلیٰ درجہ کی جرمن زبان بولتی تھی کہ سننے والے حیران رہ جاتے تھے۔ حالانکہ وہ جرمن بالکل نہیں جانتی تھی۔ بعضوں نے کہنا شروع کیا کہ اس پر جن سوار ہیں جو جرمن زبان میں بولنا شروع کر دیتے ہیں۔ جب اس کا چرچا ہوا تو علم النفس کا ایک ماہر وہاں گیا اور اُس نے دیکھا کہ وہ عورت واقعہ میں بعض دفعہ جرمن زبان میں تقریر کرنے لگتی ہے۔ اُس نے عورت سے مختلف سوال کئے اور پوچھا کہ آیا اُس کی والدہ کہیں کسی جرمن کے پاس نوکر تو نہیں تھی؟ آخر اسے معلوم ہوا کہ اس کی والدہ ایک پادری کے ہاں ملازم تھی جو جرمن تھا۔ اُس وقت اُس لڑکی کی عمر ڈیڑھ سال کی تھی۔ وہ اس پادری کو ملنے کے لئے گیا تو معلوم ہوا کہ وہ ریٹائر ہو کر وطن چلا گیا ہے۔ وہ اس کے وطن گیا تو معلوم ہوا کہ وہ مر گیا ہے۔ آخر وہ اس کے بیٹے کے پاس پہنچا اور اُس نے دریافت کیا کہ کیا اس کے پاس اپنے باپ کی کوئی تقریریں موجود ہیں؟ بیٹے نے گھر سے کچھ سرمن نکال کر دیئے جو جرمن زبان میں تھے۔ اُس نے ان سرمنوں کا مطالعہ شروع کیا تو اسے معلوم ہوا کہ جو تقریر وہ عورت کرتی ہے وہ لفظ بلفظ اُن سرمنوں کی نقل ہے۔ پھر اسے معلوم ہوا کہ جب وہ جرمن پادری یہ تقریریں کیا کرتا تھا تو یہ لڑکی اپنی ماں کی گود میں ہوا کرتی تھی اور اگرچہ اُس کی عمر اُس وقت ڈیڑھ سال کی تھی مگر پھر بھی وہ تقریریں اُس کے دل ودماغ پر نقش ہوتی چلی گئیں۔ غرض اس زمانہ میں علم النفس نے بتایا ہے کہ انسان کے دماغ میں ایسے پردے ہیں جن پر ہر آواز منعکس ہو جاتی ہے خواہ عمر کے لحاظ سے وہ ایک دن کا ہی کیوں نہ ہو۔ مگر (۔) نے آج سے تیرہ سو سال پہلے جبکہ دنیا موجودہ علوم سے بالکل نا آشنا تھی، اس کی طرف توجہ دلائی اور پہلے دن بچہ کے کان میں (۔) دینے کا حکم دے کر بتایا کہ بچہ کی تربیت اس کی پیدائش کے وقت سے ہی شروع ہو جاتی ہے۔ تمہارا فرض ہے کہ تم اُس کے کان میں ہمیشہ نیک باتیں ڈالو۔ اگر پہلے دن اس کے کان میں (۔) کی آواز پڑتی ہے تو دوسرے دن اس کے کان میں جو آواز پڑے وہ پہلے دن کی آواز سے اچھی ہو اور تیسرے دن جو آواز پڑے وہ دوسرے دن کی آواز سے اچھی ہو۔''

(تفسیر کبیر جلد دہم ص 324-325)

اسی حدیث کی تشریح کرتے ہوئے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب فرماتے ہیں:۔

''اس زریں ہدایت میں یہ لطیف اشارہ بھی ہے کہ بچہ کے پیدا ہوتے ہی اس کی تربیت شروع ہو جانی چاہئے اور یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ بچہ تو ابھی چھوٹا ہے، جب بڑا ہوگا تو اسے سمجھا لیں گے بلکہ ضروری ہے کہ اس کی پیدائش کے ساتھ ہی اس کی تربیت کا کام شروع کر دیا جائے۔ کیونکہ گو وہ بظاہر نہیں سمجھتا اور شروع میں اس کے کان اور اس کی آنکھیں بھی اچھی طرح کام نہیں کرتیں مگر حقیقۃً وہ پیدا ہوتے ہی ماحول کا اثر قبول کرنا شروع کر دیتا ہے۔''

(جماعتی تربیت اور اس کے اصول از: حضرت مرزا بشیر احمد صاحب صفحہ 13)

بچپن کا سبق پتھر پر لکیر ہے

بچوں کو بچپن سے ہی اچھے اخلاق اور اعلیٰ اسباق سکھانے چاہئیں کیونکہ اس وقت ان کی عقل صاف اور حافظہ تیز ہوتا ہے۔ اسی بارے میں عربی زبان کا مشہور محاورہ ہے کہ اَلْعِلْمُ فِي الصِغَرِ کَالنَّقْشِ فِي الْحَجَرِ یعنی بچپن میں سیکھا ہوا علم پتھر پر لکیر کی طرح ہوتا ہے۔ بچپن کی تربیت ہی ہمیشہ کے لئے آئندہ زندگی کی بنیادیں قائم کرتی ہے۔ اس عمر میں بچوں کی تربیت وتعلیم کی طرف توجہ دلاتے ہوئے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود فرماتے ہیں:

''یہ بات بھی غور کرنے کے قابل ہے کہ دینی علوم کی تحصیل کے لئے طفولیت کا زمانہ بہت ہی مناسب اور موزوں ہے۔ جب داڑھی نکل آئی تب ضَرَبَ یَضْرِبُ یاد کرنے بیٹھے تو کیا خاک ہوگا۔ طفولیت کا حافظہ تیز ہوتا ہے انسانی عمر کے کسی دوسرے حصہ میں ایسا حافظہ کبھی نہیں ہوتا...... پہلی عمر میں علم کے نقوش ایسے طور پر اپنی جگہ کر لیتے ہیں اور قویٰ کے نشوونما کی عمر ہونے کے باعث ایسے دلنشین ہو جاتے ہیں کہ پھر ضائع نہیں ہو سکتے۔ غرض یہ ایک طویل امر ہے۔ مختصر یہ کہ تعلیمی طریق میں اس امر کا لحاظ اور خاص توجہ چاہئے کہ دینی تعلیم ابتدا سے ہی ہو اور میری ابتدا سے یہی خواہش رہی ہے اور اب بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو پورا کرے...... اگر (۔) پورے طور پر اپنے بچوں کی تعلیم کی طرف توجہ نہ کریں گے تو میری بات سن رکھیں کہ ایک وقت ان کے ہاتھ سے بچے بھی جاتے رہیں گے۔''

(ملفوظات جلد اول ص 44،45)

بچوں کے کان میں باتیں ڈالتے رہو

تربیت کوئی ایک دن کا کام نہیں ہے۔ بلکہ سالہا سال پر مشتمل جہدِ مسلسل کا نام ہے۔ اس لئے آہستہ آہستہ روزمرہ کی باتوں اور کاموں کے دوران بھی بچوں کو نہایت توجہ سے نیکی اور بھلائی کی باتیں بتاتے رہنا چاہئے۔ کیونکہ بچے ہر بات اور کام کو نوٹ کر رہے ہوتے ہیں اور اس سے سیکھتے ہیں۔ بچپن میں ہی اولاد کو ایسی تربیت دینے کے بارہ میں حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

''جب تک بچپن میں تربیت کامل نہ ہو آئندہ نسل اخلاقِ فاضلہ نہیں سیکھ سکتی اور نہ وہ دینِ (۔) اور احمدیت کے حامل ہو سکتے ہیں۔ بچوں کو بچپن میں ہی خدا کے متعلق، رسولِ کریمؐ کے متعلق، حضرت مسیح موعود کے متعلق اور خلیفۂ وقت کے متعلق کچھ کچھ واقفیت کرانی چاہئے۔ سلسلہ کے نظام کا مختصر نقشہ ان کے ذہنوں میں قائم کرنا چاہئے۔ یہ مت سمجھو کہ بچے سمجھتے نہیں، وہ بات کو خوب سمجھتے ہیں۔ پچھلے دنوں ہم دریا پر گئے، ایک مہمان عورت کی لڑکی میرے پاس آئی، اس کی باتیں بہت پیاری معلوم دیتی تھیں اور بعض دفعہ بہت سنجیدگی سے وہ باتیں کرتی تھی۔ میں نے اس سے پوچھا...... تم کس کی بندی ہو، کہنے لگی میں خدا کی بندی ہوں۔ پھر میں نے پوچھا، مرید کس کی ہو جواب دیا: خدا کی۔ میری لڑکی امۃ العزیز یہ سن کر ہنس پڑی۔ میں نے اس سے پوچھا، تم کیوں ہنسی ہو، کہنے لگی یہ کہتی ہے میں مرید خدا کی ہوں۔ میں نے اس سے پوچھا، بتاؤ تم کس کی مرید ہو تو اس نے بڑے زور سے کہا میں ابا جان کی۔ چونکہ اس کے کان میں یہ بات پڑتی رہی ہے اس لئے وہ اس لڑکی سے یہ سن کر کہ میں خدا کی مرید ہوں، سمجھ گئی کہ اس نے غلط کہا ہے۔ تو یہ بات صحیح نہیں کہ بچہ سمجھ نہیں سکتا۔ جس قسم کی بات بچہ کے کان میں ڈالی جائے وہ اپنی استعداد کے مطابق سمجھ سکتا اور سیکھ سکتا ہے۔ اگر اس کے ذہن میں دین کی، سلسلہ کی مختصر باتیں ڈالی جائیں تو بچہ ان کو اپنے ذہن میں قائم رکھ سکتا ہے۔''

(خطباتِ محمود جلد دوم ص 88)

تربیت کی عمر

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے نواسے کی تربیت کی۔ اس واقعہ کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:۔

''یہ اڑھائی برس کی عمر کی تربیت کا واقعہ ہے جس سے یہ پتہ لگتا ہے کہ کس عمر سے بچہ کی تربیت کا زمانہ شروع ہو جاتا ہے۔ جب آنحضرت ﷺ نے اڑھائی برس کی عمر میں اپنے نواسہ کی تربیت کی ہے اور اس کی حرکات کی نگرانی کی ہے تو کیا ہمارے نرالے بچے ہیں کہ ان کی نگرانی نہ کی جائے اور یہ کہہ کر چھوڑ دیا جائے کہ بچہ ہے، ناسمجھ ہے، بڑا ہو کر سمجھ جائے گا۔ اگر یہ عمر سمجھنے کی نہ ہوتی تو آنحضرت ﷺ بھی اپنے نواسہ کے متعلق ایسا ہی کہہ دیتے۔ مگر آپ نے اس کو ٹوکا اور اس کی حرکت کو نظر انداز نہیں کیا۔ یہ کہہ دینے کے (کہ بچہ بڑا ہو کر خود سمجھ جائے گا) یہ معنٰے ہیں کہ اس بہانہ سے ہم اپنی اولاد کی تربیت اور اس کے اخلاق کی نگرانی نہیں کرنا چاہتے اور اس بات کو اس کی بے جا محبت کی وجہ سے اس کے لئے تکلیف دہ خیال کرتے ہیں۔ حالانکہ دنیا کی کوئی قوم بھی اگر اپنی اولاد کی تربیت اور اخلاق کی درستی کا خیال نہیں رکھتی تو وہ کبھی زندہ نہیں رہ سکتی۔''

(مشعلِ راہ جلد چہارم ص 194-195)

سات سال سے کم عمر بچے

جماعت احمدیہ میں اگرچہ ذیلی تنظیموں کا بڑا

باقی صفحہ 5 پر

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

تقریب آمین

❁ مکرم مسعود احمد مقصود صاحب کارکن دفتر پرائیویٹ سیکرٹری ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے بھانجے باسل احمد وقاص ابن مکرم خان محمد راں صاحب آف پنڈی راواں ضلع منڈی بہاؤالدین سیکیورٹی گارڈ تحریک جدید نے خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم سے آٹھ سال کی عمر میں قرآن کریم ناظرہ کا پہلا دور مکمل کر لیا ہے۔ مورخہ 27 اگست 2013ء کو بعد نماز عصر گھر میں تقریب آمین منعقد ہوئی۔ تلاوت، قصیدہ اور نظم کے بعد مکرم محمود احمد منیب صاحب مربی سلسلہ نے عزیزم سے قرآن پاک کا کچھ حصہ سنا اور دعا کروائی۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیزم کو قرآن کریم کے نور سے منور فرمائے، نیک اور خادم دین بنائے نیز زندگی کے ہر میدان میں قرآن کریم کو دستور العمل بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

نکاح

❁ مکرم مرزا ناصر محمود صاحب مربی سلسلہ ضلع اوکاڑہ تحریر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مورخہ 2 ستمبر 2013ء کو بعد نماز ظہر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیت الفضل لندن میں خاکسار کی بیٹی مکرمہ لبیدہ محمود ناصر صاحبہ کے نکاح کا اعلان مکرم عثمان احمد خان صاحب ابن محترم تنویر احمد خان صاحب آف کیولری گراؤنڈ لاہور کینٹ کے ساتھ ساڑھے تین لاکھ روپے حق مہر پر فرمایا۔ دلہن محترم محمد اکبر اقبال صاحب مرحوم واقف زندگی سابق امیر جماعت احمدیہ کنری کی پوتی، محترم میاں کمال الدین صاحب مرحوم آف میاں فیملی آف لاہور کی نسل سے اور محترم ملک سلطان احمد صاحب مرحوم آف کنری برادر اصغر مکرم مولانا غلام حسین ایاز صاحب سابق مربی سلسلہ و مکرم مولانا غلام احمد فرخ صاحب مرحوم سابق مربی سلسلہ کی نواسی ہے۔ اسی طرح دلہا محترم کیپٹن محمد صدیق خان صاحب مرحوم فتووال ضلع سیالکوٹ کا پوتا جو کہ جنگ عظیم دوم میں بھی شریک رہے اور بعد از ریٹائرمنٹ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے زرعی فارمز پر بطور مینیجر خدمات کی توفیق پاتے رہے اور مکرم چوہدری برکت علی صاحب مرحوم کا نواسا ہے۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے یہ رشتہ ہر لحاظ اور ہر جہت سے دونوں خاندانوں کے لئے بہت ہی بابرکت فرمائے۔ آمین

دورہ نمائندہ مینیجر روزنامہ الفضل

❁ مکرم خالد محمود صاحب نمائندہ مینیجر روزنامہ الفضل آجکل توسیع اشاعت، وصولی واجبات اور اشتہارات کیلئے ضلع لاہور کے دورہ پر ہیں احباب جماعت و اراکین عاملہ اور مربیان کرام سے خصوصی تعاون کی درخواست ہے۔

(مینیجر روزنامہ الفضل)

اعزاز

(نصرت جہاں اکیڈمی گرلز سکول ربوہ)

❁ نصرت جہاں اکیڈمی گرلز سکول ربوہ کی جماعت نہم اور دہم کی بچیوں نے آغا خان بورڈ کے تحت ہونے والے امتحانات میں مختلف مضامین میں صوبہ پنجاب، خیبر پختون خواہ اور گلگت اور بلتستان میں پہلی پوزیشن حاصل کی۔ طالبات کے نام درج ذیل ہیں۔

جماعت دہم

فریال چیمہ بنت مکرم عبدالحی چیمہ صاحب

اسلامیات + مطالعہ پاکستان

جماعت نہم

طوبیٰ نور ظفر بنت مکرم ظفر عباس صاحب

اسلامیات

عائشہ احمد بنت مکرم آصف جاوید چیمہ صاحب

بایالوجی

باسمہ رحیم بنت مکرم عبدالرحیم صاحب

انگلش

ملیحہ احمد عیشا بنت مکرم طاہر احمد صاحب

کیمسٹری + مطالعہ پاکستان

احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ اعزاز ادارہ اور جماعت کیلئے ہر جہت سے مبارک فرمائے اور ان طالبات کی کامیابی کو آئندہ اعلیٰ کامیابیوں کا پیش خیمہ بنائے۔ آمین

(پرنسپل نصرت جہاں اکیڈمی گرلز سکول ربوہ)

☆......☆......☆

والد محترم شیخ خورشید احمد کا ذکر خیر

مکرم زاہد خورشید صاحب

بفضل اللہ تعالیٰ مسیح موعود کے قائم فرمودہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے تنظیمی اداروں میں خدمت سرانجام دینا ایک بہت عظیم الشان کام اور بہت بڑا اعزاز ہے کہ جس کی قدر و قیمت وقت کے ساتھ بڑھتی چلی جائے گی۔ گزشتہ ایک سو سال کے دوران الفضل کے کارکنان نے جس خلوص، لگن اور جانفشانی سے قلم و قرطاس کے ذریعہ اپنی خداداد صلاحیتوں سے اخبار کے صفحات کے اندر سلسلہ کی تاریخ کو مرتب کرنے کے لوازمات مہیا فرمائے وہ سب تاریخ احمدیت کے حقیقی خدوخال سمجھنے میں بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔ الفضل کے ان خوش نصیب کارکنان میں خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے میرے والد محترم شیخ خورشید احمد کو شامل ہونے کا لازوال موقع عطا فرمایا۔ اس خاص الخاص اعزاز کا پس منظر یہ ہے کہ آپ کے کچھ مضامین الفضل میں شائع ہوئے اور خوش قسمتی سے وہ تحریریں حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی کی جوہر شناس نظر سے گزریں تو دریافت فرمایا کہ یہ کون شخص ہے جو اعلیٰ پایہ کے علمی و تربیتی مضامین لکھتا ہے۔ جب بتایا گیا کہ لاہور بھاٹی گیٹ میں رہنے والے مکرم بابو شیخ سلامت علی صاحب کے بیٹے شیخ خورشید احمد ہیں جو حضرت خانصاحب، مولوی فرزند علی صاحب سابق امام بیت الفضل لندن کے نواسے ہیں تو فرمایا کہ یہ تو چھوٹی عمر کے نوجوان ہیں۔ جبکہ میرا خیال تھا کہ پختہ عمر کے تجربہ کار قلمکار ہوں گے۔

بہر حال جب والد محترم کا یوں تعارف ہوا تو یہ گزشتہ صدی کی چوتھی دہائی کا وسط تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے والد صاحب کو قادیان طلب فرمایا اور مناسب ہدایات کے ساتھ الفضل جیسے مؤقر علمی و روحانی خزائن سے معمور اخبار کے ساتھ ''اسسٹنٹ ایڈیٹر'' کے طور پر وابستہ فرما دیا کہ وہ دن اور اس کے بعد آنے والا تقریباً چالیس سال کا عرصہ الفضل کے ساتھ یوں سر جوڑ کر بسر کیا کہ رات اور دن کا فرق ہی محسوس نہ ہوا۔ اُس زمانہ میں سوائے الفضل کے اور کوئی وسیلہ تو ہوتا نہ تھا کہ جس کے ذریعہ مرکز کی آواز ہر شہر اور ہر ملک میں بسنے والے احمدیوں تک جلد از جلد پہنچائی جاسکتی۔ سب سے اہم کام خطبہ جمعہ جو خلیفہ وقت ارشاد فرماتے تو اُس کو (پوری توجہ سے سن کر) لکھنا اور پھر خلاصہ کی صورت میں الفضل میں صفحہ اول پر شائع کرانا جس کے لئے ساری دنیا کے احمدی قارئین الفضل انتظار کر رہے ہوتے تھے یہ ایک بہت نازک اور بہت ہی بڑی اور بھاری ذمہ داری ہوتی تھی جسے والد صاحب بخیر و خوبی سرانجام دینے کے لئے ہمہ وقت تیار سائیکل پر یہ جا وہ جا۔ اکثر بھاگم بھاگ ہی نظر آتے۔ علاوہ ازیں جماعتی تقاریب، فنکشنز اور مختلف النوع سرگرمیوں کی رپورٹنگ بھی آپ کے ہی ذمہ تھی۔ ہر تقریب میں بروقت حاضر ہونا تمام کارروائی صحیح کوائف کے ساتھ نوٹ کرنا اور پھر قواعد و ضوابط (ہدایات) کے اندر رہتے ہوئے خبر یا رپورٹ کی صورت شائع کرانا۔ الحمد للہ اس کے علاوہ آپ اپنے فطری رجحان کے تابع وسیع المطالعہ بھی تھے۔ کتب کے مطالعہ کے علاوہ مختلف اخبارات و رسائل کا گہری نظر سے مطالعہ کر کے، توجہ طلب نکات نکالتے اور پھر آپ اپنے حاصل مطالعہ کو دوسروں تک پہنچانے کے لئے مضامین بھی لکھتے۔ بلکہ بہت دلچسپ ''شذرات'' بھی قلمبند کر کے ''الفضل'' میں شائع کراتے۔ یہ ''شذرات'' بڑی توجہ سے قارئین الفضل ہی نہیں بلکہ دوسرے لوگ بھی دلچسپی سے پڑھتے اور بعض اخبارات شائع بھی کرتے۔ الفضل میں شائع شدہ ان شذرات کی تعداد سینکڑوں سے کیا کم ہوگی۔ ان کو اگر کتاب کی شکل دی جاسکے تو بہتوں کا بھلا ہو گا۔ ریٹائرمنٹ کے بعد والد محترم اپنی فیملی کے ساتھ اپنی بیٹی کے پاس کینیڈا شفٹ ہو گئے۔ 2011ء میں اپنی وفات بعمر 92 سال تک آپ اپنی روزانہ ڈائری باقاعدہ قلمبند کرتے رہتے۔ راقم الحروف اسے روزنامچہ خورشید کے عنوان سے اسے کتابی صورت دینے کی کوشش کرے گا۔ انشاء اللہ

ایمبولینس کی فراہمی

❁ ربوہ کے تمام احباب جماعت کو مطلع کیا جاتا ہے کہ جب بھی مریض کو ایمرجنسی کی صورت میں فضل عمر ہسپتال لانا مقصود ہو تو درج ذیل نمبرز پر فوری رابطہ فرمائیں اور متعلقہ کارکن کو ایمبولینس کی فراہمی کی تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

فون نمبرز: 047-6211373,6213909

6213970,6215646

ایمبولینس سٹیشن: EXT: 184

استقبالیہ 120

(ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ)

ایم ٹی اے کے اہم پروگرام

26 ستمبر 2013ء

1:25 am	دینی وفقہی مسائل
2:45 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 14 دسمبر 2007ء
6:15 am	جلسہ سالانہ جرمنی
7:20 am	دینی وفقہی مسائل
9:55 am	لقاء مع العرب
11:50 am	جلسہ سالانہ امریکہ 30 جون 2012ء
2:00 pm	ترجمۃ القرآن کلاس
5:55 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 20 ستمبر 2013ء
9:40 pm	ترجمۃ القرآن 25 نومبر 1996ء
11:30 pm	جلسہ سالانہ یو ایس اے

سپیشلسٹ ڈاکٹرز کی آمد

- مکرم ڈاکٹر عباس باجوہ صاحب
  آرتھوپیڈک سرجن
- مکرمہ ڈاکٹر آصفہ عباس باجوہ صاحبہ
  گائناکالوجسٹ
- مکرم محمد محمود شیخ صاحب
  ماہر امراض معدہ وجگر

تینوں ڈاکٹرز صاحبان مورخہ 29 ستمبر 2013ء کو فضل عمر ہسپتال میں مریضوں کا معائنہ کریں گے۔ ضرورت منداحباب وخواتین سے گزارش ہے کہ وہ ڈاکٹر صاحبان کی خدمات سے استفادہ کیلئے ہسپتال تشریف لائیں اور قبل از وقت اپنی پرچی شعبہ پرچی سے بنوالیں۔ مزید معلومات کیلئے استقبالیہ ہسپتال سے رجوع فرمائیں۔

(ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ)

فیصل کراکری اینڈ ڈسپلے سنٹر برانچ نمبر 2
سیل۔ سیل۔ سیل
محدود مدت کیلئے
واٹر سیٹ ڈنر سیٹ کی تمام ورائٹی نہایت مناسب ریٹ پر دستیاب ہے۔
وڑائچ مارکیٹ ریلوے روڈ ربوہ: 0323-9070236

ستار جیولرز
سونے کے زیورات کا مرکز
حسین مارکیٹ ریلوے روڈ ربوہ
طالب دعا: تنویر احمد
047-6211524
0336-7060580
starjewellers@ymail.com

خبریں

بلوچستان اور سندھ میں شدید زلزلہ 245 افراد جاں بحق 300 سے زائد زخمی

بلوچستان اور سندھ کے مختلف شہروں میں شدید زلزلہ آیا۔ بلوچستان میں زلزلے نے تباہی مچادی۔ سینکڑوں مکانات گرنے سے 245 افراد جاں بحق اور 300 سے زائد افراد زخمی ہوئے ہیں۔ ہلاکتوں میں اضافے کا خدشہ ہے۔ زلزلہ مورخہ 24 ستمبر 2013ء بروز منگل شام 4 بجکر 32 منٹ پر آیا جس میں کراچی، حیدر آباد، لاڑکانہ، دادو، مستونگ، پڈعیدن، ہنگورجہ، نواب شاہ، ٹھٹھہ، خیر پور، دولت پور، نوکنڈی، تفتان، سبی، پنجگور، نوشکی، ڈیرہ مراد جمالی، آواران، گوادر قلات اور کوئٹہ سمیت مختلف علاقوں میں شدید زلزلے کے جھٹکے محسوس کئے گئے۔ ریکٹر سکیل پر زلزلے کی شدت 7.8 ریکارڈ کی گئی جو کہ 8 اکتوبر 2005ء میں پاکستان میں آنے والے زلزلے سے بھی زیادہ ہے۔ زلزلے کا مرکز خضدار سے 120 کلومیٹر دور مغرب میں اور گہرائی 23 کلومیٹر زیر زمین تھی۔ زلزلے سے بلوچستان کے اضلاع آواران اور گوادر سب سے زیادہ متاثر ہوئے۔ آواران میں 40 فیصد مکانات تباہ ہوگئے اور 150 افراد کے ہلاک ہونے کی اطلاعات ہیں۔ بلوچستان میں زلزلہ کے بعد گوادر کے قریب سمندر میں پہاڑ نما جزیرہ نمودار ہوگیا جس کی لمبائی 250 سے لے کر 300 فٹ اور اونچائی 80 سے لے کر 100 فٹ تک بتائی جاتی ہے۔

بچوں کو اوپر تلے گرم کپڑے پہنانا نقصان دہ

طبی ماہرین کے مطابق سردی کی شدت سے بچانے کے خیال سے بچے کو اوپر تلے گرم کپڑے پہنا دینا بچے کی صحت کے لئے نقصان دہ ہوسکتا ہے۔ اس لئے والدین بالخصوص ماؤں کو چاہئے کہ ننھے بچوں کو غیر ضروری گرم کپڑے پہنانے سے گریز کریں۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ اس بات کا یہ مقصد ہرگز نہیں ہے کہ بچے کو بالکل بھی کپڑے نہ پہنائے جائیں بلکہ ضرورت اس امر کی ہے کہ اس سلسلے میں اعتدال سے کام لیا جائے۔ ماہرین کے مطابق جب خواتین بچوں کو سردی سے بچانے کے خیال سے اوپر تلے کئی سویٹر گرم پاجامے اور ڈبل ڈبل جرابیں پہنا دیتی ہیں وہ درحقیقت بچے کو ٹھنڈ لگنے کے خطرے سے اور بھی دوچار کر دیتی ہیں۔ اس بات کو زیادہ واضح طور پر اس طرح بیان کیا جا سکتا ہے کہ جب بچے کو بیک وقت کئی کئی سویٹر پہنا دیئے جاتے ہیں تو اس کے جسم کا درجہ حرارت بیرونی ماحول سے کافی بڑھ جاتا ہے۔ اس دوران بچے کے تمام کپڑے اتارے جاتے ہیں تو اس کا جسم ایک دم باہر کے انتہائی کم درجہ حرارت کو برداشت نہیں کر پاتا اور وہ بیمار ہو جاتا ہے۔

For Genuine TOYOTA Parts
AL-FURQAN
MOTORS PVT LIMITED
Ph:
021-2724606
2724609
47- Tibet Centre
M.A. Jinnah Road,
KARACHI
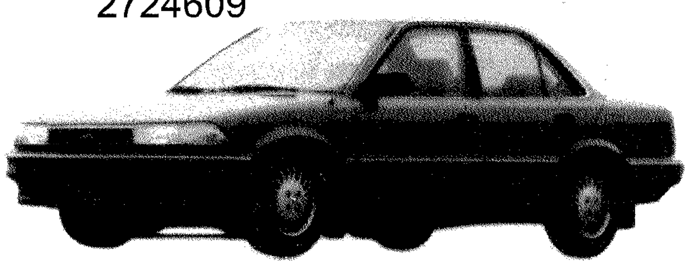
TOYOTA, DAIHATSU
ٹویوٹا گاڑیوں کے ہر قسم کے اصلی پرزہ جات درج ذیل پتہ پر حاصل کریں
الفرقان موٹرز لمیٹڈ
فون نمبر 021-2724606
2724609
47۔ تبت سنٹر ایم اے جناح روڈ کراچی نمبر 3

ربوہ میں طلوع وغروب 26 ستمبر

طلوع فجر	4:37
طلوع آفتاب	5:56
زوال آفتاب	11:59
غروب آفتاب	6:03

دارالضیافت میں قربانی

بیرون ربوہ نیز بیرون پاکستان سے ایسے احباب جو جماعتی نظام کے تحت عیدالاضحیٰ کے موقع پر مرکز سلسلہ میں قربانی کروانے کے خواہشمند ہوں وہ اپنی رقوم بالتفصیل ذیل جلد از جلد خاکسار کو بھجوادیں۔

قربانی بکرا -/14000 روپے
قربانی حصہ گائے -/7000 روپے

(نائب ناظر ضیافت ربوہ)

اکسیر موٹاپا
موٹاپا دور کرنے کیلئے مفید دوا
کورس 3 ڈبیاں
NASIR ناصر
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
Ph:047-6212434

FR-10

CENTRE FOR CHRONIC DISEASES
FINE & THE BEST FB
ٹیومرز، دل، گردے، مثانے، سانس، مرگی، بچوں کی قبض، دمہ، چڑچڑاپن۔ ایام کی خرابیاں اور دیگر امراض کیلئے اعتماد کے ساتھ تشریف لائیں۔
ہمارے ہاں تمام زنانہ، بچگانہ، مردانہ بیماریوں کا تسلی بخش علاج کیا جاتا ہے
کلینک کے اوقات صبح 10 تا 1 بجے دوپہر عصر تا عشاء
زیرنگرانی سکواڈرن لیڈر (ر) عبدالباسط ہومیوفزیشن
047-6005688,0300-7705078
پتہ: طارق مارکیٹ اقصیٰ روڈ ربوہ
نوٹ: یہاں صرف نسخہ تجویز کیا جاتا ہے